وسوسہ کے مریض کی اپنی بیوی کو تین طلاق دینے کا حکم

حكم من طلق زوجته بالثلاث وهو مريض بالوساوس

[urdu - اردو - أردو]

الشيخ عبد العزيز بن باز رحمہ اللہ

ترجمہ: اسلام سوال وجواب ویب سائٹ
تنسیق: اسلام ہا ؤس ویب سائٹ

ترجمة: موقع الإسلام سؤال وجواب
تنسيق: موقع islamhouse

2013 - 1434
IslamHouse.com

وسوسہ کے مریض کی اپنی بیوی کو تین طلاق دینے کا حکم

ايك شادی شده نوجوان آدمی جو جنون جيسے مرض کا شکار ہونے کی بنا پر ہر وقت پريشان سا رہتا ہے، اور کمزور حافظہ کی بنا پر وسوسے کا بہت زيادہ شکار ہے، وہ اپنے اس خاندان والوں کے ساتھ ہی رہائش پذير ہے جو نجوميوں اور بدفالي پر ايمان رکھتا ہے.

اسی بنا پر وہ اسے کہتے ہيں کہ اسے جو بياری اور تکليف ہو رہی ہے اس کا سبب اس کی بيوی ہے اور وہ اسے منحوس قرار ديتے ہيں، کيونکہ اس کا ستارہ منحوس ہے، اور اگر وہ اسے نہيں چھوڑتا تو بيماری بھی نہيں جائيگی.

اس نوجوان نے بيماری سے شفايابی کا لالچ کرتے ہوئے بيوی کو تين طلاق کےالفاظ ادا کر ديے، ان الفاظ کی ادائيگی کرتے وقت اس کے پاس کوئی شخص نہ تھا حتی کہ بيوی بھی نہ تھی، اور بيوی کے گھر سے چلے جانے اور واپس نہ آنے کے خوف کی بنا پر اس نے اس کے بارہ ميں کسی کو بتايا بھی نہيں، وہ کچھ عرصہ اس کے پاس رہی حتی کہ اس کے بچے کو جنم ديا.

اس نوجوان نے اس کے متعلق دريافت کيا تو اسے کہا گيا کہ جب وہ اسے بتائےگا تو اس کے بعد اس پر عدت ہوگی پھر وہ اس سے رجوع کر سکتا ہے، اور اسے اب چار برس بيت چکے ہيں اس نوجوان نے کسی اور سے بھی دريافت کيا: تو اس شخص نے اسے بتايا کہ نہ تو اسے طلاق ہوئی ہے اور نہ ہی وہ عدت گزارے گی، ليکن تمہيں اللہ سے توبہ کرنی چاہيے.

برائے مہربانی مجھے يہ بتائيں کہ اس طلاق پر کيا مرتب ہوتا ہے، کيونکہ بيوی اب تك ميرے پاس گھر ميں ہے اور ميری حالت بھی ويسی ہی ہے ؟

اور اس طرح کے اعمال کے صحيح ہونے اور ان سے فائدہ ہونے کا اعتقاد رکھنے والے کو آپ کيا نصيحت کرتے ہيں ؟

اور اسی طرح آپ بغير علم کے فتوی دينے والے لوگوں کو کيا نصيحت کريں گے.

الحمد لله:

سب تعریفات اللہ سبحانہ و تعالی کی ہیں، اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام اور ان کے صحابہ اور ان کے طریقہ پر علم کرنے والوں پر اللہ کی رحمتیں نازل ہوں.

اما بعد:

علم نجوم سیکھنا سکھانا اور اس پر یقین رکھنا بہت ہی برا کام ہے، اور یہ جادو کی ایك قسم ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح حدیث میں ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا:

" جس شخص نے بھی علم نجوم میں سے کچھ حاصل کیا اس نے جادو کی ایك قسم حاصل کی اور اس پر جو زیادہ کیا وہ زیادہ ہے "

اہل علم کے ہاں بالاجماع علم نجوم حرام ہے، اور علم نجوم یہ ہے کہ: حادثات یعنی بیماری اور صحت اور فقر و تنگ دستی اور مالداری وغیرہ میں ستاروں کا اثر اندازی کرنے کا اعتقاد رکھا جائے، اور یہ چیز نجومیوں کے اوہام میں شامل ہے.

لیکن اصل میں تو ستارے اللہ سبحانہ و تعالی نے آسمان کی زینت اور شیطانوں کو رجم کرنے کے لیے، اور خشکی و سمندر میں راستہ تلاش کرنے کے لیے پیدا فرمائے ہیں، ان کا حادثات کے ساتھ کوئی تعلق نہیں، نہ تو یہ کسی کی صحت پر اثرانداز ہوتے ہیں اور نہ ہی بیماری پر، اور نہ ہی کسی کی مالدار میں اثر کرتے ہیں اور نہ ہی فقیری میں، اور نہ ہی بارش کے نزول میں ان ستاروں کا کوئی اثر ہے اور نہ ہی کسی دوسرے چیز میں.

بلکہ یہ تو ان نجومیوں کے وہم ہیں جن کے صحیح ہونے کی کوئی اساس تك نہیں ہے.

اور کسی بھی مسلمان شخص کے لیے جائز نہیں کہ وہ ان نجومیوں کے پاس جائے اور ان سے کسی چیز کے متعلق دریافت کرنا بھی جائز نہیں، نہ تو نجومیوں کے پاس جانا جائز ہے، اور نہ ہی فال نکالنےوالوں کے پاس جانا، اور اسی طرح سب کاہن اور جادوگروں کے پاس جانا بھی جائز نہیں جو علم غیب جاننے کا دعوی کرتے ہیں، بلکہ ان سے بائیکاٹ کرنا واجب ہے، اور حکومت کی جانب سے ان کو سزا دینا اور سختی کرنا واجب ہوتا ہے تا کہ یہ لوگوں کو نقصان نہ دے سکیں اور انہیں گمراہ نہ کریں.

ان نجومیوں وغیرہ سے سوال کرنا اور ان کی تصدیق کرنا جائز نہیں کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" جو شخص بھی کسی نجومی کے پاس آیا اور اس سے کچھ دریافت کیا تو چالیس راتیں اس کی نماز قبول نہیں کی جائیگی"

العراف: نجومی کاہن اور فال نکالنے والے کو کہا جاتا ہے، اور ان جیسے ان افراد کو جو بعض غیب اشیاء کا علم رکھنے کا دعوی کرتے ہیں، اور اس میں وہ شیطانی طریقہ اختیار کرتے ہیں یعنی علم نجوم کو دیکھنا، یا پھر لاٹھی سے مارنا وغیرہ دوسرے غلط طریقوں سے.

اور ایك حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" جو شخص کسی کاہن کے پاس آیا اور اس کے قول کی تصدیق کی اس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کردہ کا کفر کیا "

ان کی خبریں باطل ہوتی ہیں، اور ان سے دریافت کرنا جائز نہیں، اور نہ ہی ان کی تصدیق کرنا جائز ہے، اور جو شخص بھی ایسا کرے ان سے سوال یا ان کی تصدیق کرے اسے توبہ و استغفار کرنی چاہیے، اور اپنے کیے پر نادم ہو اور آئندہ ایسا نہ کرنے کا عزم کرے.

رہا اس طلاق دینے والے نوجوان شخص کا معاملہ تو اگر اس کی عقل اس کے ساتھ ہے تو یہ طلاق واقع ہو چکی ہے، لیکن یہ ایك طلاق ہو گی،

كيونكہ علماء كرام كے صحيح قول كے مطابق تو ايك ہى مجلس ميں دى گئى يا لكھى گئى تين طلاق صرف ايك ہى واقع ہوتى ہے.

كيونكہ ابن عباس رضى اللہ تعالى عنہما كى حديث سے يہى ثابت ہوتا ہے وہ بيان كرتے ہيں كہ:

" نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كے دور ميں تين طلاق ايك ہى طلاق شمار ہوتى تھى، اور اسى طرح ابو بكر صديق رضى اللہ تعالى عنہ كے دور خلافت ميں بھى، اور اسى طرح عمر رضى اللہ تعالى عنہ كے ابتدائى دور خلافت ميں "

پھر عمر رضى اللہ تعالى عنہ نے بعد ميں تين طلاق دينے والى كى طلاق كو تين ہى جارى كر ديا، اور فرمايا:

لوگوں ميں اس معاملہ جلدى كرنا شروع كر دى ہے جس ميں ان كے ليے انتظار تھا، اس ليے اگر ہم ان پر يہ جارى كر ديں تو انہوں نے اسے جارى كر ديا.

ليكن رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم كے عہد مبارك ميں تو ايك ہى مجلس كى تين طلاقوں كو ايك طلاق شمار كيا جاتا تھا، ابن عباس رضى اللہ تعالى عنہما كا تو يہى فرمان ہے.

ليكن اگر اس نوجوان كى عقل بيمارى كى وجہ سے صحيح نہيں اور ثقہ قسم كے اشخاص اس كو جانتے ہيں تو يہ نوجوان عقل سے ماؤف شمار ہوگا، اور اس طرح كے شخص كى طلاق واقع نہيں ہوتى.

ليكن اگر اس كى عقل صحيح ہے اور بيمارى نے اس كى عقل پر اثر نہيں كيا تو اس كى ايك طلاق واقع ہو جائيگى اور بيوى سے بغير رجوع كيے اسے اپنے پاس ركھنا غلط ہوگا.

اور بیوی سے جماع کرنا اس کا رجوع شمار ہوگا، اگر وہ بیوی سے جماع میں رجوع کا ارادہ رکھے تو صحیح قول کے مطابق رجوع کی نیت سے جماع کرنا رجوع کہلائیگا، لیکن رجوع کی نیت کے بغیر رجوع کرنے میں علماء کرام کا اختلاف ہے آیا یہ رجوع ہو گا یا نہیں.

صحیح یہی لگتا ہے کہ اس رجوع کی بنا پر علم نہ ہونے کی باعث وہ گنہگار ہوگا، اور حمل کی حالت میں بیوی سے جماع کرنا اس کا رجوع ہو گا اور وہ اس کی بیوی بن جائیگا، اور اس کی ایك طلاق شمار کی جائیگی.

لیکن اگر اس نے بیوی سے جماع اور ہم بستری نہیں کی اور نہ ہی اب تك اس سے رابطہ کیا ہے تو وضع حمل کی بنا پر وہ اپنی عدت پوری کر چکی ہے، اور اس کی ایك طلاق ہوچکی ہے اس نوجوان کو حق ہے کہ وہ اس سے نئے مہر اور نئے نکاح کے ساتھ شادی کر لے، جس طرح کوئی عام شخص کرتا ہے.

اور وہ اس سے اجنبی ہوگا گویا کہ وہ اس عورت کا رشتہ اپنے لیے طلب کر رہا ہے، اگر بیوی اس سے شادی کرنے پر راضی ہو تو وہ نئے مہر اور نکاح کے ساتھ شادی کر لے کیونکہ وضع حمل کی بنا پر اس کی عدت پوری ہو چکی ہے، یہ اس صورت میں ہے جب طلاق کے بعد اس نے بیوی سے ہم بستری نہیں کی.

لیکن اگر اس نے طلاق کے بعد بیوی سے ہم بستری کر لی تو یہ رجوع شمار ہوگا، اور وہ اس کے پاس باقی رہے گی، اس کے پاس دو طلاقوں کا حق باقی رہے گا اور وہ ایك طلاق شمار ہو جائیگی، اگر اس نے پہلے کوئی طلاق نہ دی ہو تو یہ ایك طلاق ہو جائیگی.

اللہ تعالی سے ہماری دعا ہے کہ وہ سب کو ہدایت نصیب فرمائے.

اور وہ لوگ جنہوں نے یہ طلاق نہ ہونے کا فتوی دیا ہے وہ غلط ہے، ہاں اگر اس کی عقل صحیح نہ تھی تو پھر یہ طلاق نہیں ہوئی، یعنی پاگل کی طرح ہو تو طلاق نہیں ہوتی.

لیکن اس شخص کا یہ سوال اس کی دلیل ہے کہ وہ شخص عقل رکھتا ہے، کیونکہ اس کا یہ سوال صحیح ہے، اگر یہ سوال اس کی اپنی جانب سے ہے تو یہ اس کی عقل صحیح ہونے کی دلیل ہے.

لیکن اگر یہ سوال کسی دوسرے شخص نے اس کی جانب سے بنا کر پیش کیا ہے تو بہر حال ہر حالت میں آپ ان افراد سے دریافت کریں جو ثقہ ہوں اور تجربہ کار بھی اور اس شخص کو جانتے بھی ہوں، اگر وہ اس نوجوان کی عقل کے متعلق جانتے ہیں کہ عقل ماؤف ہے اور اپنی بات کو یاد نہیں رکھتا اور اچھی بات کر بھی نہیں سکتا، اور اس کے افعال اور اقوال پاگلوں اور نشئیوں اور کم عقلوں کی طرح عقل ماؤف ہونے پر دلالت کریں تو اس شخص کی طلاق واقع نہیں ہوگی.

اس لیے ہم سب طلباء اور علماء کو اور ہر اس شخص کو جس سے کوئی سوال کیا جائے کو نصیحت کرتے ہیں کہ وہ بغیر علم کوئی بھی فتوی نہ دیں، کیونکہ اللہ پر بغیر علم کے کوئی بات کرنا کبیرہ گناہ اور سب سے بڑی گمراہی ہے.

حتی کہ اللہ سبحانہ و تعالی نے اسے تو شرك سے بھی اوپر کہا ہے، اللہ تعالی کا فرمان ہے:

{ کہہ دیجئے میرے پروردگار نے صرف حرام کیا ہے ان تمام فحش باتوں کو جو علانیہ ہیں، اور جو پوشیدہ ہیں اور ہرگناہ کی بات کو اور ناحق کسی پر ظلم کرنے کو اور اس بات کو کہ تم اللہ کے ساتھ کسی ایسی چیز کو شریك ٹھراؤ جس کی اللہ نے کوئی سند اور دلیل نازل نہیں کی، اور اس بات کو کہ تم لوگ اللہ کے ذمے ایسی بات لگاؤ جس کو تم جانتے ہی نہیں }الاعراف (٣٣).

چنانچہ یہاں اللہ عزوجل نے بغیر علم کے اللہ کے ذمہ بات لگانے کو شرك سے اوپر بیان کیا ہے، اور یہ بہت خطرناك چیز ہے.

اور ايك دوسرى آيت ميں اللہ سبحانہ و تعالى نے بيان كيا ہے كہ يہ شيطانى عمل ہے.

فرمان بارى تعالى ہے:

{ لوگو زمين ميں جتنى بھى حلال اور پاكيزہ اشياء ہيں انہيں كھاؤ پيو اور شيطانى راہ پر نہ چلو، وہ تمہارا كھلا اور واضح دشمن ہے }

{ وہ تمہيں صرف برائى اور بےحيائى كا اور اللہ تعالى پر ان باتوں كے كہنے كا حكم ديتا ہے جن كا تمہيں علم نہيں }البقرۃ (١٦٨ - ١٦٩).

چنانچہ يہاں اللہ سبحانہ و تعالى نے بغير علم كے اللہ پر كوئى بات كرنا شيطانى اوامر قرار دى ہے، اللہ تعالى سے ہم سلامتى و عافيت كے طلبگار ہيں.

اس ليے مسلمان شخص پر واجب اور ضرورى ہے كہ وہ اس سے بچ كر رہے، اور علم و بصيرت كے ساتھ ہى كوئى بات كرے اور دليل كے ساتھ اللہ كے حكم كا علم ركھے بغير يہ مت كہے كہ اللہ كا فرمان ہے يا اللہ كے رسول صلى اللہ عليہ وسلم كا فرمان ہے يا پھر اہل علم كا اجماع ايسے ہے.

اگر فتوى دے تو وہ بصيرت و علم پر فتوى دے، اور اس كى اس كے پاس دليل بھى ہو، اگر ايسا نہيں تو اسے اس كے انجام سے بچنا چاہيے، كيونكہ اللہ سبحانہ و تعالى پر بغير علم كے كوئى بات كرنا بہت خطرناك معاملہ ہے، اللہ تعالى ہميں محفوظ ركھے " انتہى

فضيلۃ الشيخ عبد العزيز بن باز رحمہ اللہ

ديكھيں: فتاوى نور على الدرب (٣ / ١٦٨٠ - ١٦٨٣)